نام کتاب	:	شاہ معین الدین احمد ندوی: حیات و خدمات
مصنف	:	ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی
ناشر	:	ادبی دائرہ آواس وکاس کالونی، رحمت نگر، اعظم گڑھ (یو-پی، ہندوستان)
سال اشاعت	:	۲۰۰۷ء
صفحات	:	۱۹۰
قیمت	:	۱۰۰ ہندوستانی روپے
تبصرہ نگار	:	س-ا*

شاہ معین الدین احمد ندوی (۱۹۰۳-۱۹۷۷ء) دارالمصنفین-اعظم گڑھ میں علامہ سیّد سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) کے جانشین تھے، اور انہوں نے جانشینی کا حق تقریباً ربع صدی تک بہ طریق احسن ادا کیا۔ دارالمصنفین کا علمی سربراہ ہی اِس کے مجلّے ''معارف'' کا مدیر ہوتا چلا آیا ہے۔ شاہ صاحب نے ادارت سنبھالی اور آخر دم تک یہ فریضہ انجام دیا۔ ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ ہندوستان کے حالات و واقعات کے پس منظر میں ''معارف'' کے ''شذرات'' (اداریہ) لکھتے رہے۔ اُن کے ''شذرات'' دارالمصنفین کی ابتدائی روایت کے اس قدر قریب تھے کہ ایک خط میں سیّد سلیمان ندوی نے اُنہیں لکھا: '''معارف' میں آپ کے 'شذرات' پڑھے۔ الحمدللہ آپ نے 'شذرات' کے وقار کو قائم رکھا۔ س [سیّد سلیمان ندوی] اور م [معین الدین] میں شاید ہی کسی کو فرق محسوس ہو''۔

شاہ معین الدین احمد ندوی ''شذرات'' ہی میں نہیں، بلکہ ''معارف'' میں شائع ہونے والے مضامین پر بھی اتنی ہی محنت کرتے تھے۔ اہل قلم سے اُن کی نسبتاً بہتر تحریریں حاصل کرتے، اُن میں کاٹ چھانٹ کرتے، اور نوک پلک سنوار کر ''معارف'' کی زینت بناتے تھے۔ مولانا قاضی اطہر مبارک پوری کو اُن کے ایک مضمون کے حوالے سے لکھا ہے: ''مضمون میں اصل موضوع کے متعلق معلومات کم تھے، اس لیے آپ نے اس کو پورا کرنے کے لیے دوسرے متفرق معلومات سے اِس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے، اِس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن جو چیزیں بالکل غیر متعلق ہیں، اُن کو میں نے نکال دیا ہے''۔ شاہ صاحب نے ''معارف'' کی ادارت اِس طرح کی کہ ''معارف'' کے شیدائیوں کے نزدیک سیّد صاحب اور اُن کے اسلوب و معیارِ ادارت میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا۔

☆ معرفت سہ ماہی ''فکر و نظر''، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی-اسلام آباد

ایک علمی مجلّے، اور وہ بھی ماہانہ شائع ہونے والے مجلّے، کے مدیر کے لیے بالعموم ممکن نہیں ہوتا کہ وہ مستقل موضوعات پر خود کوئی بڑا کام کر سکے، وہ بالعموم دوسروں کی تحریریں ہی بنا سنوار کر شائع کرتا ہے، تاہم دارالمصنفین کے مدیرانِ ''معارف'' مستثنیٰ حیثیت رکھتے ہیں کہ سیّد صاحب سے لے کر مولانا ضیاء الدین اصلاحی تک سبھی نے ''معارف'' کی ادارت کی، اپنے نوعمر اور نووارد رفقاء کی علمی و تصنیفی تربیت کی اور اپنے علمی منصوبوں پر بھی کام کیا۔ شاہ معین الدین احمد ندوی ایک شگفتہ نگار قلم کار تھے، اور ان کی تحریر میں دبستانِ شبلی کی مخصوص چاشنی اور شستگی پائی جاتی تھی۔ تاریخ و تذکرہ کی سادہ زبان لکھنے والے قلم سے شعر و ادب کے فن پاروں پر خوبصورت تنقیدی تحریریں بھی نکلی ہیں۔

جناب محمد الیاس الاعظمی اہلِ علم کے شکریے کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے زیرِ نظر سوانح حیات لکھ کر مدیر ''معارف'' و مصنف شاہ معین الدین احمد ندوی کے ساتھ ساتھ شاہ احمد عبدالحق ردولوی (م۱۴۳۴ء) کے خلفِ سعید ''صوفی'' شاہ معین الدین احمد ندوی سے بھی متعارف کرایا ہے۔ ایک نجی خط میں اُنہوں نے اپنے معاصر گرامی مولانا علی میاں کو لکھا تھا: ''میں لاکھ بے عمل سہی، لیکن الحمدللہ بے عقیدہ نہیں، دل میں ایمان کی چنگاری موجود ہے، جب کوئی شعاع پڑتی ہے تو اِس میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ میری طبیعت کو فطرتاً جمال اور عشق و محبت سے زیادہ مناسبت ہے، اس لیے خشک کتابوں کا زیادہ اثر نہیں ہوتا، مگر جب عشق و محبت اور کیف و مستی کا کوئی نغمہ کانوں میں پڑتا ہے تو دل کی کیفیت بدل جاتی ہے'' (صفحات ۵۰-۵۱)۔ آخرِ حیات میں انہوں نے مولانا محمد زکریا کاندھلوی سے بیعت کا تعلق قائم کیا، اور یہ تعلق بہت مضبوط ثابت ہوا تھا۔

متصوفانہ روایت سے دلچسپی کا اظہار جہاں انہوں نے اپنے جد امجد شیخ احمد عبدالحق کے ملفوظات ''انوار العیون فی اسرار المکنون'' کا ترجمہ شائع کر کے کیا، وہیں مرزا مظہر جانِ جاناں کے مرتّبہ ''خریطۂ جواہر'' کے اشعار کی تشریح میں بھی اس کی جھلک موجود ہے۔

جناب محمد الیاس الاعظمی نے ایک کامیاب سوانح نگار کے طور پر صاحبِ سوانح کی شخصیت کا اختصار و جامعیت سے احاطہ کیا ہے، گو اُن کی اس کاوش میں شاہ صاحب کی علمی اور تصنیفی زندگی کا حصہ غالب ہے۔ آخر میں چند مشاہیر کے نام شاہ صاحب کے مکتوبات درج کیے گئے ہیں، مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محنت اور تگ و دو سے مزید مکتوبات حاصل ہو سکتے تھے۔ مثال کے طور پر مولانا علی میاں کے نام اُن کا صرف ایک مکتوب ہی درج کیا گیا ہے، حالانکہ مولانا علی میاں سے اُن کی بالعموم

مراسلت رہتی تھی، نیز مولانا علی میاں کے ہاں معاصر مشاہیر کے مکتوبات کے تحفظ کا پورا اہتمام کیا جاتا تھا۔

کتاب کے آغاز میں ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی، ڈاکٹر خلیق انجم اور پروفیسر خورشید نعمانی رودولوی کی تعارفی و تقریظی تحریریں شامل کی گئی ہیں، جن میں اِس مختصر سوانح عمری کی خوبیوں کی تعریف کی گئی ہے۔ جہاں تک طباعتی معیار کا تعلق ہے، کتاب اوسط درجے کے کاغذ پر کمپیوٹر کی کتابت کے ساتھ مناسب انداز میں پیش کی گئی ہے۔ اگر جناب محمد الیاس الاعظمی اِسی اندازِ اختصار و جامعیت کے ساتھ شاہ صاحب کے جانشینوں—— سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن اور مولانا ضیاء الدین اصلاحی—— کی سوانح عمریاں بھی مرتب کر دیں تو دارالمصنفین کی ایک اچھی خدمت ہوگی۔

☆☆☆☆☆